انصاف میں تاخیر کیوں ہوتی ہے؟

جب ظلم جاری رہے اور لگے کہ دعائیں سنی نہیں جا رہی ہیں، تو ایمان ہمیں ایک نیا زاویہ فراہم کرتا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کا انصاف ختم نہیں ہوا، بلکہ اسے موخر کر دیا گیا ہے۔ یہ دنیا ایک آزمائش ہے جو اللہ کی رحمت، حکمت اور قدرت کے تحت چل رہی ہے؛ مکمل انصاف آخرت ہی میں ہوگا۔ انصاف میں یہ تاخیر انسان کو مہلت دیتی ہے کہ وہ اپنی مرضی استعمال کرے، اپنی اصلاح کرے اور توبہ کر لے۔ اس بات پر یقین دل کو سکون دیتا ہے: ہم فوراً بدلہ چاہنے کے بجائے صبر اور سچائی کے ساتھ اپنا کام کرتے ہیں، کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی یا برائی کا حساب ہو کر رہے گا۔

تاخیرِ انصاف کے ساتھ کشمکش

فرض کیجیے کہ کسی کے ساتھ دفتر میں ناانصافی ہوتی ہے۔ ایک ساتھی اس کے پروجیکٹ کا کریڈٹ خود لے لیتا ہے، اسے ترقی کے مواقع سے محروم رکھا جاتا ہے اور اس کے اندر تلخی بڑھنے لگتی ہے۔ وہ انصاف کے لیے دعا کرتا ہے، لیکن بظاہر کچھ نہیں بدلتا۔ ہفتے مہینوں میں بدل جاتے ہیں۔ وہ خود سے سوال کرتا ہے: "خدا مداخلت کیوں نہیں کرتا؟ جب مجھے اس کے انصاف کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ کہاں ہے؟"

یہ تجربہ عام ہے: ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ناانصافی کو کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے جبکہ گناہگار کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہمارے دل قدرتی طور پر اسی وقت اور اسی جگہ انصاف کے لیے پکارتے ہیں۔ لیکن قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ خدا کا انصاف—اگرچہ یقینی ہے— مصلحت کے تحت موخر کیا گیا ہے۔

عدل کے امتحان میں صفاتِ الٰہی

قرآن ہمیں اس شعور کی ترغیب دیتا ہے کہ ہم زندگی کو ایک معین حدود کے اندر ایک آزمائش تصور کریں۔ حیاتِ انسانی کے اس دورانیے میں صفاتِ الٰہی میں سے چار سب سے نمایاں نظر آتی ہیں:

- **رحمت** – اللہ کی ترجیح ہمیں ابدی کامیابی کا بہترین موقع فراہم کرنا ہے، نہ کہ ہمیں فوراً سزا دینا۔
- **حکمت** –ہر واقعے کی اجازت کسی نہ کسی وجہ سے دی جاتی ہے، چاہے وہ وجہ ہم سے پوشیدہ ہی کیوں نہ ہو۔
- **علم** – کچھ بھی نظر انداز نہیں ہوتا؛ باطنی ارادے اور چھپے ہوئے اعمال سب کے سب ریکارڈ میں ہیں۔

- **قدرت** – جب وقت آجائے تو کوئی بھی رکاوٹ اللہ کو اپنا فیصلہ نافذ کرنے سے نہیں روک سکتی۔

لیکن صفتِ 'عدل'–اگرچہ یہ اللہ کی صفات میں سے ایک ہے–اپنی مکمل شکل میں روزِ قیامت تک کے لیے موخر ہے۔

انصاف میں تاخیر کیوں کی جاتی ہے؟

1. **امتحان کا تقاضا** – انصاف کو روک کر رکھا گیا ہے کیونکہ یہ زندگی انسانوں کی آزمائش کے لیے ہے۔ ہر امتحان کا تقاضا ہے کہ فرد کو اپنا جواب دینے سے روکا نہ جائے۔ اگر اللہ ہر برائی پر فوراً سزا دے دیتا تو امتحان کا نظام ہی ختم ہو جاتا–کوئی بھی نافرمانی کی جرات نہ کرتا اور انسان کی انتخاب کرنے کی آزادی محدود ہو جاتی۔
"اگر اللہ لوگوں کے ظلم پر فوراً اُنھیں پکڑنے والا ہوتا تو زمین پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا، لیکن (اُس کا قاعدہ ہے کہ) وہ ایک مقرر وقت تک اُنھیں مہلت دیتا ہے۔ پھر جب اُن کا وہ مقرر وقت آجائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ " (النحل 16:61)

2. **ترقی کی گنجائش** – غلط کام بھی امتحان کا حصہ ہے۔ ناانصافی کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے سے اہل ایمان کے گناہ دھلتے ہیں یا ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ دوسری طرف، آزادی کا غلط استعمال کر کے ظالم اپنا اصل کردار واضح کر دیتے ہیں۔

3. **توبہ کا موقع** – اللہ کی رحمت ظالموں کو بھی سنبھلنے کا وقت دیتی ہے۔ اگر انصاف فوری ہوتا تو توبہ کا امکان ہی ختم ہو جاتا۔

4. **مجرموں کے خلاف حجت تمام کرنا** – اللہ حق کا راستہ ٹھکرانے والوں کو مہلت دیتا ہے۔ اگر وہ اپنی اصلاح سے انکار کر دیں، تو اللہ انہیں ان کی برائیاں جمع کرنے دیتا ہے تاکہ روزِ قیامت ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ ان کا نامہ اعمال مکمل ہوگا، جو یہ ظاہر کرے گا کہ انہوں نے حقیقت میں کیا بننا پسند کیا۔

5. **آخرت مکمل انصاف کے میدان کے طور پر** – یہ دنیا عارضی ہے؛ اعمال کا مکمل وزن ابدیت کے ترازو میں ہوگا، جہاں نہ کسی ظلم کو نظر انداز کیا جائے گا اور نہ ہی کسی نیکی کو رائیگاں جانے دیا جائے گا۔

قرآنی یقین دہانی

قرآن بار بار دہراتا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا، بلکہ لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ " (یونس 10:44)

اور:

"(اِنھیں بتاؤ کہ) روز قیامت کے لیے ہم انصاف کی ترازو رکھ دیں گے۔ پھر کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا عمل ہو گا تو ہم اُس کو لا موجود کریں گے۔ اور ہم (لوگوں کا) حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔ " (الانبیاء 21:47)

چنانچہ، جو خاموشی نظر آتی ہے وہ غفلت نہیں ہے۔ یہ اللہ کا ایک دانستہ منصوبہ ہے تاکہ وہ آج ہمیں آزمائے اور بعد میں کامل انصاف قائم کرے۔

زاویہ نظر کی تبدیلی

جب میرا یہ ماننا ہوتا ہے کہ انصاف ابھی ہونا چاہیے، تو میں خود کو لاوارث محسوس کرتا ہوں۔ لیکن جب مجھے یقین ہوتا ہے کہ انصاف کی ضمانت دی گئی ہے—صرف اسے موخر کیا گیا ہے—تو میرا دل سنبھل جاتا ہے۔ توجہ کا مرکز بدل جاتا ہے:

- ابھی انصاف کے مطالبے کے بجائے، صبر اور دیانتداری کے ساتھ ردعمل دینے پر۔
- دوسروں کے خلاف تلخی کے بجائے، اللہ کے وعدے پر امید رکھنے پر۔
- "میں ہی کیوں؟" کے بجائے، "اللہ مجھ سے کس ردعمل کی توقع رکھتا ہے؟" پر۔

تاخیرِ انصاف میں پوشیدہ موقع

بالآخر، انصاف کا مؤخر ہونا ہمارے لیے ایک امتحان کے ساتھ ساتھ ایک عنایت بھی ہے۔ انسانی سطح پر ہم کبھی کمال (Perfection) تک نہیں پہنچ سکتے، ہماری معراج بس یہ ہے کہ ہم ہر آنے والے دن میں زیادہ سے زیادہ بہتر ہونے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ عدل میں یہ تاخیر ہمیں وہ فضا مہیا کرتی ہے جہاں ہم رجوع کر سکیں، اپنی خطاؤں کی تصحیح کر سکیں اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنے کردار کی تعمیر کر سکیں۔"

یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم اس مہلت کو کیسے استعمال کرتے ہیں:

- یا تو یہ عاجزی، شکر گزاری اور ثابت قدمی پیدا کر کے ابدی خوشی کا راستہ بنتی ہے۔
- یا پھر تکبر، حیلے بہانوں اور مسلسل غلط کاریوں کے ذریعے ابدی بدبختی کا ذریعہ بنتی ہے۔

غور و فکر کے لیے

ایک ڈائری لیں اور دس منٹ اس مشق کو دیں:

ایسی صورتحال یاد کریں جہاں آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔

- اپنا فطری ردعمل لکھیں: "میں کیا چاہتا ہوں کہ ابھی کے ابھی کیا ہو جائے؟"
- اب اسے ایمان کے زاویے سے دیکھ کر دوبارہ لکھیں: "میں خدا کی حدود میں رہتے ہوئے کیسے ردِعمل دوں، جبکہ میرا اس بات پر کامل یقین ہو کہ اس کا انصاف یقینی ہے، چاہے اس میں دیر ہی کیوں نہ ہو؟
- اس کا اختتام ایک عمل پر کریں: صبر، در گذر، یا قانونی چارہ جوئی—لیکن اس یقین کے ساتھ کہ حتمی انصاف خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔